Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 3, Issue 2, Fall (July-December) 2024, PP. 36-59
HEC:https://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/journals/Documents/Merged%20policy%20and%20recognised%20list%202024.pdf
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/203
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3481
DOI: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3481
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title Practical Actions for Idol Breaking in Islam: A Historical Study

Author (s): Ayesha Abaid Bhatty
Vistiting Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Home Economics, Lahore.

Dr. Muhammad Afzal
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Received on: 20 October, 2024
Accepted on: 10 December, 2024
Published on: 31 December, 2024
Citation: Ayesha Abaid Bhatty, & Dr. Muhammad Afzal. (2024). Practical Actions for Idol Breaking in Islam: A Historical Study. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony*, *3*(2), 36–59. Retrieved from https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3481

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

اسلام میں بت شکنی کے عملی اقدامات: تاریخی مطالعہ

Practical Actions for Idol Breaking in Islam: A Historical Study

Ayesha Abaid Bhatty
Vistiting Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Home Economics, Lahore. Email: aisha23bhatty@gmail.com

Dr. Muhammad Afzal
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore. Email: afzal.is@pu.edu.pk

Abstract

Practical measures for idol breaking in Islam, a significant aspect of the faith that emphasizes the oneness of God (Tawhid) and the rejection of idolatry. Idol breaking in Islam is not just about the physical destruction of idols; it's fundamentally linked to the concept of Tawhid, which is the belief in the oneness of Allah. This principle is at the heart of Islamic theology and serves as a foundation for a Muslim's faith and practice. The rejection of idolatry is crucial because it signifies a commitment to worshiping Allah alone without any intermediaries or representations. Idol breaking, highlighting the historical context in which idol worship was prevalent and the prophetic traditions that advocate for its eradication. It outlines practical strategies for addressing idol worship in contemporary society, including community education, interfaith dialogue, and the promotion of Islamic teachings that emphasize monotheism. This paper is written on the history of idol breaking in Islam to highlight that there is no place of polytheism, one and only Allah has right to be worshiped. It is strong hope this paper will provide the suffciant knowledge and it will be beneficial to understand the history of idol breaking in Islam.

Keywords: *Idol worshiping, Monotheism, Prophet’s teachings, Idol breaking*

تعارف موضوع

اسلام دین توحید ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی بندگی پر رکھی گئی ہے۔ توحید کا مطلب ہے کہ اللہ کو واحد، بے مثل اور برتر مانا جائے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اسی مقصد کو تقویت دینے کے لیے اسلام میں بت شکنی کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے تاکہ اللہ کی یکتائی کو نمایاں کیا جاسکے اور شرک کی تمام صورتوں کا خاتمہ ممکن بنایا جاسکے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی بت پرستی کے خلاف عملی اقدامات اٹھائے، جس کا آغاز فتح مکہ کے بعد بیت اللہ میں اور اس کے گرد موجود بتوں کو توڑنے سے ہوا۔ اس عمل کے پیچھے پیغام یہ تھا کہ کسی بھی چیز کو خالق کے ساتھ شریک نہ کیا جائے اور توحید کی بنیاد پر معاشرتی اصلاح کو فروغ دیا جائے۔ موجودہ دور میں بھی بت شکنی کا نظریہ ظاہری بتوں کے ساتھ ساتھ فکری بتوں کو توڑنے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے تاکہ لوگوں کو شرک سے بچا کر ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔

عرب میں بت پرستی کا آغاز

زمانہ جاہلیت میں عرب میں بت پرستی سرایت کر گئی تھی۔ عرب میں بت پرستی کے آغاز اس طرح ہوا کہ عرب لوگ جن انبیاء ، بزرگ اور اولیاء کرام کی تعظیم کرتے تھے، ان کے نام کے بت تیار کر لیتے تھے تاکہ مرتے دم تک ان کے دلوں میں اِن کی حرمت و تعظیم کا اثر باقی رہے اور یوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عرب میں بت پرستی کا رواج عام ہوتا چلا گیا۔

قرآن مجید میں جن قدیم صنم کدوں کا تذکرہ ملتا ہے وہ قوم نوح کے بتوں کا ذکر ہے۔

"وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا "[1]

'اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے موبودوں کی عبادت کرنا ترک نہیں کریں گے اور نہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسرا کو ترک کریں گے'

"جب اللہ نے حضرت نوحؑ کو مبعوث فرمایا اور جن کو غرق کرنا تھا غرق کیا تو طوفان نوحؑ نے ان بتوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف منتقل کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ سب جدہ میں جمع ہو گئے۔ جب پانی خشک ہوا تو یہ ساحل سمندر پر پڑے رہے بعد میں ہواؤں نے ان کو ریت اور مٹی میں دبا دیا۔"[2]

---

[1] القرآن، المؤمنون، ۷۱:۲۳

عربوں میں عمرو بن لحی وہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں کو بت پرستی کی طرف بلایا تھا۔ عبدالوہاب نے کلبی لکھتے ہیں:

"بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن لحی کاہن تھا، اس کا ایک جن دوست تھا۔ اس نے عمرو بن لحی سے کہا: "تہامہ سے جلدی جلدی چلو، سعادت اور سلامتی تمہاری ہمرکاب ہوگی، جدہ پہنچو وہاں تمہیں بت تیار ملیں گے، ان کو تہامہ لاؤ اور ڈرو نہیں۔ پھر عربوں کو ان کی طرف بلاؤ وہ تمہاری بات پر عمل کریں گے۔"[3]

حضرت ابراہیمؑ اور بت شکن

انبیاء کرام میں حضرت ابراہیمؑ پہلے نبی تھے جو بت شکن ہیں اور اسی وجہ سے بت شکنی سنت ابراہیمی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جس گھرانے میں پرورش پائی اس گھرانے کے لوگ بت پرست تھے اور ان کے والد آذر صنم تراش تھے۔ بت پرستی اپنے عروج پر تھی اس ماحول میں حضرت ابراہیم اپنی فطرت و عقل سلیم کی رہنمائی میں نظری، فکری اور عقلی سفر کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان کے دل کی گہرائیوں سے ابھر کر یہ نعرہ توحید ان کی زبان پر آتا ہے کہ

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ"[4]

'میں تمھارے معبودوں کا انکار کرتا ہوں اور میں نے یک سو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا'۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب دیکھا کہ ان کے والد بت تراشتے ہیں تو وہ اپنے والد سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[5]

'اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے؟ بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں'۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

---

[2] عبدالوہاب، محمد، شیخ، مختصر سیرۃ الرسول، جامعۃ العلوم الاثریۃ جہلم، رمضان ۱۴۱۵ھ، ص:۵۸

[3] مختصر سیرت الرسول، ص:۶۰

[4] الانعام، ۶:۷۰

[5] الانعام، ۶:۷۵

" اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ "[6]

'کیا تم اپنے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے ہو'؟

جناب پیر کرم شاہ الازہری حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ ان کا قومی جشن تھا۔ بڑے صنم کدہ کو بڑی شان و شوکت سے سجایا گیا تھا چھوٹے بڑے بتوں کے سامنے لذیز اور تازہ مٹھائیوں کے تھال بھر کر رکھ دیے گئے تھے۔ ساری قوم داد عیش دینے کے لئے شہر سے باہر کسی کھلے میدان میں جمع ہو گئی۔ بت کدہ پجاریوں اور پروہتوں سے خالی ہو گیا۔ توحید الٰہی کا سب سے بڑا علمبردار ہر قسم کے خوف وہراس سے اپنے دل کو پاک کر کے اپنے خالق کی تائید و نصرت اور بھروسہ کیے ہوئے بتوں کی خدائی کا جنازہ نکالنے اور ان پر ضرب کاری لگانے کے لیے بت کدہ میں داخل ہوا۔ ایک وزنی اور تیز کلہاڑا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان جھوٹے خداؤں پر آپ حقارت بھری نظر ڈالتے ہیں۔ کسی کا کان، کسی کی ناک، کسی کا بازو، کسی کی ٹانگ کاٹتے چلے جاتے ہیں آخر میں ان کے سامنے رکھی ہوئی مٹھائیوں کے تھال اٹھا کر بڑے بت کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور کلہاڑا اس کے کندھے پر سجا دیتے ہیں۔ شام کو جب بت کدے کے خدمت گار اور پروہت واپس آتے ہیں اور اندر داخل ہوتے ہیں تو اپنے بتوں کی یہ حالت دیکھ کر ان پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح چشم زدن میں سارے شہر میں پھیل جاتی ہے۔ ایک حشر بپا ہو جاتا ہے۔ اپنے خداؤں کی یہ درگت دیکھ کر ان کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں مجرم کی تلاش شروع ہو جاتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نظریات سے کون واقف نہ تھا فوراً ان کا ذہن ان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔"[7]

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت شکن ہونے کی تائید کی گئی ہے۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ فَرَاغَ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ[8]

---

[6] الصافات، ۳۷:۹۵

[7] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیا النبی، ضیاء القرآن، پبلیکیشنز لاہور، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ ۱/ ۳۷۸

[8] الصافات، ۳۷:۹۱۔۹۳

'تو قوم کے لوگ اس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ پھر آپ ان کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلے پھر فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں؟'

مشرکین اور حاکم وقت نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف کاروائی کی اور ان کو بت شکنی کرنے میں جھلستی ہوئی آگ میں جلانے کا حکم صادر کر دیا۔ مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے معجزہ کیا اور آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں زندہ رکھا۔ بت شکنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ آپ نے تاریخ میں سب سے پہلے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اور لوگوں پر یہ بات عیاں کر دی کہ یہ بت جن کی تم سب پوجاپاٹ کرتے ہو سب کے سب کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ نہ تو فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان، نہ بول سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی سن سکتے ہیں۔ بلکہ یہ تو خود انسان کے ہاتھ سے تراشے گئے ہیں۔ تو پھر یہ کس طرح انسانوں کی مرادیں پوری کر سکتے ہیں۔ ان بتوں کی بے ثباتی آپ نے ان بتوں کو توڑ کر لوگوں پر ان کی حقیقت عیاں کر دی کہ یہ کچھ طاقت نہیں رکھتے حتیٰ کہ یہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے چہ جائے کہ کسی دوسرے کی حفاظت کر سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی بت شکنی کی۔ حضرت موسی علیہ السلام جب چالیس دن کے لیے کوہ طور کے سفر پر گئے تو ان کی قوم نے ان کی غیر موجودگی میں ایک بچھڑا بنالیا اور اس کو پوجنا شروع کر دیا۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

"وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ"[9]

'اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے ان کے پیچھے بچھڑے کو (معبود) مقرر کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے'۔

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں کے لئے کوہِ طور پر تھے تو سامری نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی عدم موجودگی میں لوگوں کو گمراہ کر دیا، اس نے لوگوں سے زیورات لئے اور ان کا ایک بچھڑا بنالیا جس میں سے آواز نکلتی تھی اور لوگوں کو اس کی پوجا پر لگا دیا۔

[9] البقرہ،۲:۵۱

حضرت ہارونؑ نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس قوم کو بہت سمجھایا، مگر انہوں نے حضرت ہارونؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

قرآن مجید میں ہے

"قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ- فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ- أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي،قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ"[10]

'انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی، بلکہ ہم بوجھل ہو گئے تھے (یعنی) قوم کی زینت سے بھاری بوجھ لاد دیا گیا تھا، سو ہم نے ان کو پھینک دیا۔ اسی طرح سامری نے بھی (پھینک دیا)۔ اس نے ان کے لئے ایک بچھڑے کو بنایا جو باآواز تھا۔ تب انہوں نے کہا: "یہی تمہارا الٰہ ہے اور موسیٰ کا الٰہ بھی ہے، لیکن وہ بھول گیا۔" کیا وہ نہیں دیکھتے کہ یہ (بچھڑا) ان سے نہ کوئی بات کر سکتا ہے اور نہ ہی انہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہا تھا: "اے میری قوم! تم اس کی وجہ سے آزمائے گئے ہو اور تمہارا رب رحمٰن ہے، لہذا میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔" انہوں نے کہا: "ہم اس پر ہمیشہ عبادت کے لئے بیٹھے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آجائے۔'

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس آئے تو سامری کا بنایا ہوا بچھڑا اسی کے سامنے یہ کہتے ہوئے توڑ ڈالا

"وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا"[11]

'اور اب دیکھ اپنے الٰہ کو جس کے سامنے تو جما بیٹھا تھا ہم اسے جلائیں گے اس کی راکھ کو سمندر میں اڑا دیں گے'۔

---

[10] طہ،۲۰: ۸۷۔۹۱

[11] طہ،۲۰: ۹۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رسالت کا حق ادا کرتے ہوئے توحید کی دعوت دی اور شرک کو ختم کرتے ہوئے اپنی قوم کے بنائے ہوئے بچھڑے کو توڑ ڈالا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سونے سے بنائے ہوئے بچھڑے کو آگ میں جلا دیا تھا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ گمراہی کا راستہ ہے اور عبادت صرف ایک اللہ کو ہی لائق ہے۔

عہد نبوی میں صنم کدوں کا انہدام

حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے سرزمین عرب کے لوگ اپنے انبیاء کرام کے پیغام بھلا بیٹھے تھے۔ عرب کے لوگ کفر و شر کے اندھیرے میں ڈوب چکے تھے۔ عرب کے ان لوگوں نے اپنے لیے بے شمار بت تراش لئے تھے اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے ہر قبیلے کا اپنا بت تھا اور یہ لوگ مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لیے ان سے مدد مانگتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے ان پر چڑھاوے چڑھاتے منتیں مانگتے، گویا یہ لوگ پورے کے پورے شرک میں غرق ہو چکے تھے۔ عرب میں ہر ہر قبیلہ، ہر ہر شہر اور ہر ہر علاقہ کا ایک خاص صنم کدہ تھا بلکہ ہر گھر کا بت جدا تھا۔

یعقوب کلبی نے عرب کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے مکہ مکرمہ کے ہر گھر کا ایک بت تھا جس کی گھر والے پرستش کرتے تھے جب کوئی شخص سفر کرتا تو روانگی کے وقت گھر پر اس کا آخری کام یہ ہوتا تھا کہ اپنے بت کو حصول برکت کے لیے چھوڑ جاتا اور جب سفر سے واپس آتا تو گھر پہنچ کر پہلا کام یہ کرتا کہ اپنے بت کو تبار کا ہاتھ لگاتا۔ عرب کے لوگ بتوں کے ارد گرد اس شان و شوکت سے طواف کرتے جس طرح بیت اللہ کے گرد طواف کیا جاتا تھا ان پتھروں کو وہ انصاب کہا کرتے تھے۔ خود خانہ کعبہ کے اندر اور اس کے صحن میں ۳۶۰ بت تھے۔ بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے کرتے یہ لوگ اس حد تک بڑھ گئے کہ پتھر کی قسم سے جو کچھ مل جاتا اس کی پوجا شروع کر دیتے۔[12]

کفار مکہ کے ہاں یہ بات عام تھی کہ وہ لوگ بتوں کا واسطہ دے کر بات کیا کرتے تھے ایک بار ایک شخص نے حضرت محمد ﷺ کو بتوں کا واسطہ دے کر کچھ پوچھنا چاہا تو آپ نے فرمایا میں ان سے متنفر ہوں گویا مجھے ان کا واسطہ نہ دو۔[13]

---

[12] ندوی، ابوالحسن علی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، مجلس نشریات اسلام کراچی، س۔ن، ص:۶۶۔۶۷

[13] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی کراچی، س۔ن، ۱/۲۳۹

حضرت ﷺ کو بتوں سے شدید نفرت تھی آپ کی بعثت کے بعد آپ نے مشرکین کو بہت سمجھایا کہ یہ جن کی تم عبادت کرتے ہو کسی کام کے نہیں یہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتے تم کیسے ان کی پوجا کرتے ہو جن کو تم لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے یہ تو خود تمہارے محتاج ہیں۔ لیکن عرب کے لوگ جہالت میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی اور وہ راہ ہدایت پر آنے کے لیے آمادہ نہ تھے۔

کفار مکہ نے خدا کے گھر خانہ کعبہ کو بتوں کا مرکز بنا رکھا تھا اس کے اندر انہوں نے ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سن آٹھ ہجری کو فتح مکہ کی صورت میں یہ موقع فراہم کیا کہ وہ خدا کے گھر خانہ کعبہ کو ان ناپاک بتوں سے پاک کریں۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے بت شکنی کی اور ان تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا اور دیواروں پر منقش تمام تصاویر کو مٹوا دیا اور خانہ کعبہ کو اس گندگی سے پاک کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" دخل نبی مكة و حول الكعبه ثلاثمائة و ستون نصبا فجعل يطعنها بعود كان بيده و يقول جاء الحق و ذهق الباطل ان الباطل كان زهوقا"[14]

رسول اللہ ﷺ (جس دن مکہ فتح ہوا) مکہ میں تشریف لے گئے وہاں کعبہ کے گرد ۳۶۰ بت تھے آپ ہر ایک کو لکڑی سے گرا دیتے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور فرمایا حق آگیا جھوٹ مٹ گیا جھوٹ مٹنے والا ہے حق آیا اور جھوٹ مٹ گیا جھوٹ مٹنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خود فتح مکہ کے بعد بتوں اور صنم کدوں کو مسمار کرنے کے لئے قافلے روانہ کئے تھے تاکہ عرب کو ان بتوں سے پاک کر دیا جائے۔ جن بتوں کو توڑا گیا تھا ان میں العزیٰ، مناۃ، لات، سواع، بورنہ اور ذوالکفین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مکہ میں ندا دی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔[15]

---

[14] القشیری، مسلم الحجاج، مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب ۳۲ اذالة الاصنام من حول الكعبه، حدیث نمبر ۴۶۲۵، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۷، ص:۹۹۵

[15] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی کراچی، س۔ن، ص ۱/ ۴۳۰

عزیٰ بت کا انہدام

رسول اکرم ﷺ نے عزیٰ بت کو توڑنے کے لیے خالد بن ولیدؓ کو روانہ کیا۔ سال ہشتم ہجری میں ماہ رمضان کے ابھی پانچ دن باقی تھے۔ جب مشرکین عرب کے مشہور بت عزیٰ کو منہدم کیا گیا۔ یہ بت نخلہ میں مشرکین کے ایک معبد میں نصب تھا۔ جس کی قریش، بنی کنانہ اور بنی معزبڑی عزت کرتے تھے۔ اس کے لیے حاجب اور خدمت گارڈ بنی ہاشم کی حلیف قبائل بنی شیبان اور بنی سلیم نے فراہم کیے تھے۔ جب عزی کے حاجب سلمی نے اس کے انہدام کے لیے مکے سے خالد بن ولیدؓ کی روانگی کی خبر سنی تو پہلے میان سے تلوار نکال کر بلند کی پھر دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر چلا گیا جس کی چوٹی پر بنے ہوئے معبد میں عزیٰ کا بت نصب تھا۔ اور اس معبد میں داخل ہو کر عزیٰ کے سامنے دعا کرنے لگا کہ اے عزیٰ تو اپنی قوت کا مظاہرہ کر اور خالد کو اپنے پاس تک نہ بھٹکنے دے لیکن خالد بن ولیدؓ نے نخلہ پہنچتے ہی اسے منہدم کر دیا جب خالد بن ولیدؓ نے اسے منہدم کرنے کے بعد مکہ واپس پہنچ کر حضرت محمد ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: "تم نے وہاں کیا دیکھا؟ خالدؓ نے عرض کیا میں نے وہاں کوئی خاص چیز نہیں دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر وہاں لوٹ کر جاؤ" حضرت محمد ﷺ کے اس حکم کی تعمیل میں خالد بن ولیدؓ جب نخلہ کی پہاڑی پر اس معبد کے سامنے پہنچے تو اس کے اندر سے ایک حبشی عورت جس کے سر کے بال اس کی ایڑیوں سے نیچے زمین تک لٹک رہے تھے نکل کر بڑے خوفناک انداز سے تلوار کے ساتھ ان کی طرف جھپٹی لیکن خالد بن ولیدؓ نے اسے تلوار کے ایک ہی وار میں قتل کر دیا اس معبد کو بھی منہدم کر دیا اور نذرانوں کا جو مال اس میں جمع تھا اسے اپنے قبضے میں لے کر مکے واپس آگئے جب انہوں نے اس خبر کو حضرت محمد ﷺ کو سنائی تو آپ نے فرمایا: "بس وہی عزیٰ تھی جس کی پرستش اب ابد تک کوئی نہیں کرے گا۔[16]

سواع بت کا انہدام

"حضرت محمد ﷺ نے عمرو بن العاص کو سواع نامی بت کو منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا جو بنو ہذیل کا بت تھا۔ یہ مکے سے تین میل کی فاصلے پر رباط میں بنو ہذیل کا ایک بت تھا جب حضرت عمرو وہاں پہنچے تو مجاور نے پوچھا، تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈھانے کا حکم دیا ہے اس نے کہا، تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمرو نے کہا، کیوں؟ اس نے کہا، قدرۃً روک دیے جاؤ گے حضرت عمرو نے کہا تم اب تک باطل پر ہو؟ تم پر افسوس! کیا یہ سنتا یا دیکھتا ہے؟ اس کے بعد بت

[16] ابنِ کثیر، عماد الدین، البدایہ والنھایۃ، ترجمہ تاریخ ابنِ کثیر، نفیس اکیڈمی کراچی، جون ۱۹۸۷ء ۴/ ۳۱/ ۷-۳۲-۷

کے پاس جا کر اسے توڑ ڈالا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے خزانہ والا مکان ڈھا دیں لیکن اس میں کچھ نہ ملا پھر مجاور سے فرمایا، کہو کیسا رہا؟ اس نے کہا، میں اللہ کے لیے اسلام لایا"۔[17]

منات بت کا انہدام

" حضرت سعد بن زید اشہلیؓ کو بیس سوار دے کر منات بت کے جانب روانہ کیا گیا۔ یہ قدیا کے پاس مثلل میں اوس و خزرج اور غسان وغیرہ کا بت تھا جب حضرت سعدؓ وہاں پہنچے تو اس کے مجاور نے ان سے کہا، تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا منات کو ڈھانا چاہتا ہوں اس نے کہا تم جانو اور تمہارا کام جانے حضرت سعدؓ منات کی طرف بڑھے تو ایک کالی، پراگندہ سر عورت نکلی وہ اپنا سینہ پیٹ پیٹ کر ہائے ہائے کر رہی تھی۔ اس سے مجاور نے کہا مناۃ! اپنے کچھ نافرمانوں کو پکڑ لے لیکن اتنے میں حضرت سعدؓ نے تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا پھر لپک کر بت ڈھا دیا اور اسے توڑ پھوڑ ڈالا۔ خزانے میں کچھ نہ ملا"۔[18]

نائلہ بت کا انہدام

رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک سفید بالوں والی سیاہ فام حبشی عورت اپنا چہرہ نوچتے ہوئے واویلا کرتے ہوئے آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ نائلہ ہے مکہ میں اپنی پرستش سے مایوس ہو چکی ہے۔[19]

قلس بت کا انہدام

آپ ﷺ نے قلس نامی بت کو توڑنے کے لیے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو روانہ کیا ۹ھ کو قبیلہ طی کے ایک بت کو ڈھانے کے لیے حضرت علیؓ کو بھیجا گیا آپ کی سرکردگی میں ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑوں سمیت ڈیڑھ سو آدمی تھے جھنڈیاں کالی اور پھریرا سفید تھا۔ مسلمانوں نے فجر کے وقت حاتم طائی کے محلہ پر چھاپہ مار کر قلس کو ڈھا دیا اور قیدیوں چوپایوں اور بھیڑ بکریوں پر قبضہ کر لیا۔[20]

---

[17] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص: ۵۵۷

[18] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۵۵۸

[19] ندوی، ہدایت اللہ، سیرت النبی مکتبہ قدسیہ لاہور، س۔ن، ۲/ ۳۹۷

[20] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص: ۵۷۶

ذوا لکفین بت کا انہدام

طفیل بن عمر دوسیؓ کو ذوا لکفین بت کو منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت محمد ﷺ نے جب طائف کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے طفیل بن عمر دوسیؓ کو عمرو بن جمحہ کا لکڑی کا بت توڑنے کے لیے بھیجا۔ جس کو ذوا لکفین کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو تاکید کی کہ ادھر سے فارغ ہو کر آپ کو آ کر طائف میں ملیں طفیلؓ بہت جلد وہاں گئے اس کو توڑا اور پھر آگ لگا کر سارا بت خانہ جلا دیا۔ ساتھ یہ شعر پڑھتے تھے۔

یا ذوالکفین من عباد کا　　میلادنا اقدام من میلاد کا　　انی حشوت النار فی فواد کا

اے ذوا لکفین میں تیرا پجاری نہیں ہوں ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ بھر دی ہے۔[21]

لات بت کا انہدام

اہل عرب لات کی پرستش کرتے اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے نذرانے دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے انہدام کی ذمہ داری حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابو سفیان کو سونپی کہ وہ وادی طائف جائیں اور لات کے معبد کو گرا دیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت ابو سفیانؓ جب طائف پہنچے تو حضرت ابو سفیانؓ سے کہا گیا کہ وہ معبد میں پہلے داخل ہوں انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو کہا کہ آپ پہلے جائیں کیونکہ طائف والوں سے آپ کی قرابت داری ہے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اپنے ساتھیوں کو لے کر لات کے معبد کو گرانے کے لیے اس میں داخل ہوئے تو صنم کدہ کے باہر اہل طائف کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور ان کے ساتھیوں نے لات کی چھت کو توڑا پھر معبد کی دیوار پر چڑھ گئے اور بت کدہ کی دیواروں کو گرانا شروع کر دیا لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی بنیادیں قائم ہیں جب ان کو کھودا جائے گا تو ضرور کچھ نہ کچھ ہو گا جب بت کدہ کی دیواریں گرائی جا رہی تھیں تو عتاب بن مالک جو اس معبد کا مجاور تھا کہنے لگا، عنقریب تم دیکھو گے کہ جب گرانے والے اس کی بنیادوں تک پہنچیں گے تو یہ غضب الود ہو جائیں گی اور ان کو دھنسا دیں گی حضرت مغیرہؓ نے جب یہ سنا تو اس کی بنیادوں کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آدھی بنیادوں تک پہنچ گئے حتیٰ کہ اس آخری مقام تک پہنچ گئے جہاں اس کا خزانہ موجود تھا چنانچہ لات کا زیور، لباس اور جو کچھ اس میں خوشبو سونا یا چاندی وغیرہ تھی اس کو قبضہ میں لے لیا۔[22]

---

[21] مختصر سیرۃ الرسول، ص ۵۷۱

[22] محمد افضل، ڈاکٹر، سفر وادی طائف سیرت طیبہ کا ایک اہم گوشہ، ۲۰۲۱ء ص: ۱۲۱-۱۲۴

آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے اندر موجود ۳۶۰ بتوں کو اس صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ آپ ﷺ نے مکہ اور مدینہ میں کی سرزمین پر جہاں جہاں ان خدا کے شریکوں کی پوجا ہوتی تھی سب کو توڑنے کے لیے قافلے روانہ کیے اور ان کو پاش پاش کرواڈالا۔ بت پرستی کرنے والوں اور بت تراشی کرنے والوں کو آنحضور ﷺ نے شدید ترین عذاب کی وعید سنائی اور لوگوں کو اس کام سے باز رہنے کا حکم دیا۔

آپ ﷺ کے بعد یہ کام آپ کے صحابہ کرام نے بھی انجام دیا اور ان لوگوں نے بھی بت شکنی کی اور یہ کام بعد میں آنے والوں نے بھی سرانجام دیا۔

بت شکنی کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ انفرادی اقدامات

- حضرت معاذ بن جبلؓ اور بت شکنی

اسد الغابہ میں ہے کہ ۱۲ نبوی میں حضرت معاذ بن جبل، بنو سلمہ کے بت کو توڑنے والوں میں سے ہے۔

"کان معاذممن یکسراصنام بنی سلمه"[23]

معاذ بنو سلمہ کا بت توڑنے والوں میں سے ایک ہیں۔

- حضرت ہند بنت عتبہؓ اور بت شکنی

اسی طرح ہند بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۸ ہجری میں جب وہ مسلمان ہوئیں تو انہوں نے اپنے گھر میں موجود بت کو توڑ ڈالا تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"وقال ابن سعدقال الواقدی لمااسلمت ہند جعلت تضرب صنمالهافی بیتها بالغدوم حتی فلذته فلذة فلذة وتقول کنامعک فی غرور"[24]

'ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ واقدی نے کہا حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا ہم تیری نسبت بڑی گمراہی میں مبتلا تھے'۔

---

[23] ابن اثیر، اسد الغابہ، المکتبۃ الاسلامیۃ، تہران، س۔ن، ۴/۳۷۸

[24] ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، احیاء تراث العربی، بیروت، ۱۳۲۸ھ، ۴/۴۲۶

- حضرت زباب بن حارث رضی اللہ عنہ اور بت شکنی

ابن اثیرؒ نے حضرت زباب بن حارث رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھاہے کہ وہ سن 2 ہجری میں ایمان لائے تو انہوں نے قبیلہ سعد کا بت قراض پاش پاش کر دیا تھا۔

" زباب ابن الحارث رجل من انس الله قال ان لابن رقية او قشة على اختلاف الروايتين رئيامن الجن يخبره بمايكون فاته ذات يوم فاخبره بشى فنظرالى فقال يازباب يازباب يازباب اسمع العجب العجاب بعث محمدبالكاب يدعوبمكةفلايجاب فقلت له ماهذا قال لاادرى كذاقيل لى فلم يكن الاقليل حتى سمعت مخرج رسول الله ﷺفاسلمت وثرت الى الصنم فكسرته ثم اتيت النبى ﷺفاسلمت وقال زباب فى ذالكتبعث رسول اللهﷺاذجاء بالهدى وخلقت قراضا بدارهون شددت عليه شدةفكسرته كان لم يكن "[25]

'زباب ابن الحارث اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ، نے ابن رقیہ یا قشۃ کے بارے میں کہا دو روایتوں میں اختلاف ہے جنوں میں سے ان سے ملتا اور ان کو دن بھر میں جو کچھ ہوتا اس کی خبر دیتا تھا۔ وہ ایک دن ان کے پاس آیا اوران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے خبر دی اور کہا: اے زباب، اے زباب ایک حیران کن بات سنو! محمد ﷺ کتاب کے ساتھ مبعوث کیے گئے ہیں اور مکہ میں دعوت دین پیش کر رہے ہیں مگر انہیں کوئی جواب نہیں دیا جاتا، میں نے اس سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا: یہ تھوڑے سے لوگ تھے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بارے میں سنا تو میں اسلام لے آیا اور میں نے جا کر بت کو توڑ دیا۔ پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام لے آیا۔ اور زباب نے یہ اشعار کہے۔ یعنی کہ جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے تو میں نے آپ کی اتباع کی اور قراض کو ذلیل ترین مقام میں چھوڑ دیا۔ میں نے اس پر حملہ کیا اور اس طرح پاش پاش کر دیا کہ گویا اس کا وجود ہی نہیں تھا'۔

حضرت عبد الرحمن بن سمرۃ بن حبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں "ذون" پہاڑ پر ایک سونے کا بت ملا تو آپ نے پہلے اس کا ہاتھ توڑا اور پھر پورا بت توڑ ڈالا۔ معجم البلدان میں ہے:

[25] اسد الغابہ، ۲/۱۳۶

"ولماغلب عبدالرحمن بن سمرةجب حبيب على ناحية سجستان فى ايام عثمان سادالى الدادرعلى طريق الرخج فى جبل الزون ثم صالحهم على ان عدةمن معه من المسلمين ثمانيةآلاف ،ودخل على الزون وهوصنم من ذهب عيناه ياقوتتان فقطع يديه واخذ الياقوتين"[26]

'حضرت عبد الرحمن بن سمرۃ بن حبیب رضی اللہ عنہ نے سجستان کے ایک حصے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں غلبہ حاصل کرلیاتو وہ"دوار"کے علاقے کی طرف چلے گئے اور علاقے کا محاصرہ کرلیااوران لوگوں کو ''زون'' کے پہاڑ میں محصور کرلیا۔اس دوران ''زون'' میں انھیں سونے کا بت ملا توان لوگوں نے پہلے تواس کاہاتھ توڑااور پھر اس پورے بت کوتوڑڈالا'۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ میں موجودبتوں کوتوڑڈالا تھااورزمین سے بلند قبروں کوزمین کے برابر کردیا تھااور تمام تصویروں کومٹادیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"كان رسول اللهﷺفى جنازةفقال ايكم ينطق الى المدينةفلايدع بهاوثناالاكسره ولاقبراالاسواه ولاصورةالالطخها۔فقال رجل انايارسول اللهﷺفانطلق فهاب اهل المدينة فرجع۔فقال يارسول الله لم ادع بهاوثناالاكسرته ولاقبراالاسويته ولاصورة الالطختها۔ثم قال رسول اللهﷺمن عدلصنعة شئ من هذافقدكفربماانزل على محمد"[27]

'رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔آپ نے فرمایاتم لوگوں میں کون ہے جو جاکر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے جسے توڑنہ دے اور کوئی قبرنہ چھوڑے جسے زمین کے برابرنہ کردے اور کوئی تصویرنہ چھوڑے جسے مٹانہ دے۔ایک شخص نے عرض کیامیں اس کے لیے حاضرہوں۔چنانچہ وہ گیامگر اہل مدینہ کے خوف سے یہ کام کیے بغیرپلٹ آیاپھرحضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیاکہ یارسول اللہ میں جاتاہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایااچھاتم جاؤ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے

26 یاقوت الحموی، معجم البلدان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ۲/۴۹۵

27 احمدبن حنبل، امام، مسند احمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند الخلفاء الراشدين ،مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن ۶۵۷

اورواپس آکرانہوں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی بت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو۔ کوئی قبر نہیں چھوڑدی جسے زمین کے برابر نہ کردیا ہواور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا، جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی'۔

ابوالہیاج کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے میری ذمہ داری لگائی تھی کہ کسی بھی گھر میں کوئی بت دیکھو تو اس کو توڑ دو۔

"قال علی رضی الله عنه الابعثک علی مابعثنی علیه رسول اللهﷺلاتدعن قبرامشرفاالاسویته ولاصورة فی بیت الاطمستها"[28]

' علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں کیا میں تمہیں نہ بھیجوں اس کام پر جس پر آپ ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا۔ کوئی قبر بلند مت چھوڑ مگر اس کو برابر کردے اور کوئی مورت کسی گھر میں نہ دیکھ مگر اس کو مٹا دے'۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پولیس کے کوتوال سے بھی ایسا ہی کہا اور ان کو بھی تصویروں کو مٹانے اور قبروں کو زمین کے برابر کرنے کے لیے بھیجا۔

"عن حبش الکنانی عن علی انه بعث عامل شرطته فقال له اتدری علی ماابعثک؟علی مابعثنی علیه رسول اللهﷺان انجت کل صورة وان سوی کل قبر"۔[29]

'حبش الکنانی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پولیس کے کوتوال سے کہا کہ تم جانتے ہو میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹادوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کردوں'۔

---

[28] نسائی، احمد بن شعیب، ابوعبدالرحمن، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب لسویۃ القبر اذا رفعت، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۵، حدیث نمبر ۲۰۳۳

[29] ابن الجوزی، تلبیس ابلیس، المکتبۃ التجاریۃ، مکہ مکرمہ، س۔ن، ص:۵۶

بت شکنی کے لیے سلف صالحین کے عملی اقدامات

- اہل بلخ اور بت شکنی

اہل بلخ قبولیت اسلام سے قبل بتوں کے پوجاری تھے، جب وہ اسلام کی دولت سے مالامال ہوئے تو انہوں سے اس بت کا انہدام کر دیا۔ ابن الجوزی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"والراجع بمدینة بلخ بناه ینوشهرفلماظهرالاسلام خربه اهل بلخ"[30]

اہل بلخ کے پاس ایک بت تھا وہاں اسلام کا چرچا ہوا تو اسے اہل بلخ نے مسخ کر دیا۔

- دور مامون الرشید اور بت شکنی

اموی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں اہرام مصر کو منہدم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جس کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ احمد بن المقریزی لکھتے ہیں:

"وقدذکران بعض ملوک الاسلام شرع یهدم بعضهافاذاخرج مصرلایفی بقلعها وهی من الحجروالرخام وانها قبور لملوک وکان الملک منهم اذامات وضع فی حوض من حجارةویسمی بمصروالشام الجرون واطبق علیه ثم بنی من الهرم علی مقدارمایرون من ارتفاع الاساس ثم یحمل الخوض ویوضع وسط الحرم ثم یقنطرعلیه البنیان ثم یرفعون البناءعلی المقدارالذی یرونه ویجعل باب الهرم تحت الهرم ثم یحفرله طریق فی الارض ویعقداذج طولة تحت الارض مائةذراع اواکثرولکل گرم من هذه الاهرام باب مدخله علی ماوصفت قال وکل القوم یبنون الهرم من هذه الاهرام مدرجاذامراق کالداج فاذافرغوانحتوه من فوق الی اسفل فهذه کانت جبلتهم وکانوامع ذلک لهم قوة وصبروطاعة"[31]

'بعض مسلمان بادشاہوں نے اہرام مصر کو منہدم کرنا شروع کیا لیکن اس انہدام کے مصارف مصر سے حاصل ہونے والے کل اخراج سے بھی زیادہ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہرام مصر پتھروں اور بڑی چٹانوں سے تعمیر کیے گئے تھے۔ یہ شاہان مصر کی قبریں ہیں۔ بادشاہ جب فوت ہو جاتا تو اسے پتھروں کے

---

30 ابن الجوزی، تلبیس ابلیس، المکتبہ التجاریۃ، مکہ مکرمہ، س۔ن، ص:۵۶

31 المقریزی، احمد بن علی، کتاب المواعظ والاعتبار، دار اصادر، بیروت، س۔ن، ۱ /۱۱۵

ایک حوض کے درمیان رکھ کر اوپر سے ڈھانپ دیا جاتا مصر اور شام میں اسے "جرون" کہا جاتا ہے۔ پھر وہ جتنا بلند چاہتے، ایک مضبوط حصار تعمیر کرتے پھر اس حوض کو اٹھا کر اس ہرم کے درمیان رکھا جاتا۔ پھر اس کی بنیادوں پر پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا۔ اس کی بنیادیں وہ اس قدر اونچی کرتے جتنا وہ چاہتے۔ ہرم کا دروازہ ہرم کے نیچے کی سمت بنایا جاتا، اس کا راستہ زیر زمین اس قدر طویل کھدوایا جاتا کہ وہ زمین کے اندر سو(۱۰۰) ہاتھ یا اس سے زیادہ گہرا ہوتا۔ پھر ہرم کا دروازہ اسی انداز پر تعمیر ہوتا۔ اور یہ لوگ اس تک پہنچنے کے پر پیچ راستے تعمیر کرتے جب اس سے فارغ ہوتے تو اوپر سے نیچے کی طرف کھدائی کرتے۔ یہ مصری بادشاہوں کی عادت تھی اور اس سے ان کی قوم کی اطاعت پسندی، صبر اور قوت کا پتہ بھی چلتا ہے'۔

مامون الرشید نے مصر میں آکر جب اہرام دیکھے تو اس نے ان کو توڑنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ ان کو توڑنا بہت مشکل کام ہے کیونکہ ان کو بہت زیادہ مضبوطی سے بنایا گیا ہے۔ مگر مامون نے ان کو منہدم کرنے کے لیے کام شروع کروایا اور اس کو توڑنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کو توڑنے کے لئے جو اخراجات ہوئے ان کے بارے میں المقریزی لکھا ہے:

"وذكرابوالحسن المسعودى فى كابه اخبارالزماں ومن اباده الحدثان ان الخليفة عبدالله المامون بن ہارون الرشيدلماقوم مصرواتى على الاهرام احب ان يهدم احدهاليعلم مافيهافقبل له انک لاتقدرعلى ذلک فقال لابن من فتح شى منه فختحت له الثلمة المفتوحة الآن بنادتوقددخل يرش ومعاول وحداين يعملون فيلهاحتى انفق عليهااموالاعظيمة فوجدواعرض المائط قريبامن عشرين زداعافلماانتهواالى آخرالحائط وجدواخلف الثقب مطهرة خضراء فيهاذهب مضروب وزن كل ديناراوقية وكان عددهاالف دينارفجعل المامون يعتجب من ذلک الذهب ومن جودته لم امربجمله مايوزيه فى الموضع عجباعظيماوقيل ان الطهرةالتى وجدفيهاالذهب كانت من زبرجدفامر المومون يحملهاالى خزانته وكان آخرماعمل من عجائب مصر"[32]

'خلیفہ مامون الرشید جب مصر آیا اور اس نے اہرم مصر دیکھے تو انہیں منہدم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسے کہا گیا کہ ایسا کرنا بہت مشکل ہے لیکن خلیفہ اپنے عزم پر قائم رہا۔ چنانچہ آگ کے بڑے آلاؤ جلائے

[32] کتاب المواعظ والاعتبار، ۱ /۱۱۳

گئے۔ سیسہ اور تانبا پگھلایا گیا، لوہاروں اور معماروں کی ایک بڑی جماعت کو اس کام میں لگایا گیا حتیٰ کہ اس پر بہت سامال صرف ہوا۔ انہوں نے ۲۰ ہاتھ کے قریب دیواروں کی چوڑائی پیمائش کی۔ جب وہ دیوار کے آخر تک پہنچے تو وہاں انہیں بڑی تعداد میں سونے کے سکے ملے جو ایک ہزار دینار کے قریب تھے جن میں سے ہر ایک کا وزن ایک اوقیہ تھا۔ مامون ان سکوں کی صفائی اور سونے کا معیار دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ تب اس نے اس مہم پر صرف ہونے والے اخراجات کا اندازہ لگایا تو وہ اخراجات متوقع سونے کی مالیت سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ مامون شاہان مصر کے یہ انتظامات دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور اس نے یہ سونا ملکی خزانے میں جمع کرا کر اس مہم کو بند کروا دیا'۔

مامون الرشید کے بعد اہرام مصر کو توڑنے کی کوشش سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے عثمان نے بھی کی تھی۔ مگر اس نے بھی اس مہم کو نقصان ہونے کی وجہ سے بند کروا دیا تھا۔

"صلاح الدين يوسف ان الهرم الصغيرتحته مطلب فاخرج اليه الحجار ين واكثر العسكرواخذ وانى هدمه واقاموا على ذلک شهوداثم تركوه عن عجز وخسران مبين فى المال والعقل"[33]

صلاح الدین یوسف نے چھوٹے ہرم کے نیچے ایک مقام پر کھدائی کی۔ اس نے پتھر توڑنے والوں کی جمعیت اکٹھی کی اور فوج کو بھی اس میں شریک کیا۔ ۸ ماہ یہ لوگ اس مہم میں لگے رہے لیکن مال اور تدبیر کے بیش بہا نقصان کے پیش نظر آخر اس کو ترک کر دیا'۔

- محمود غزنوی کی برصغیر میں بت شکنی

محمود غزنوی کے لشکر اور اہل سومنات کے درمیان بہت شدید لڑائی ہوئی تھی جب مسلمان لشکر کو فتح حاصل ہوئی تو سلطان محمود ایک اندرونی راستے کے ذریعے بت خانے میں پہنچا اس نے دیکھا کہ بت خانہ اپنے طول و عرض کے لحاظ سے اچھا خاصا بڑا تھا۔ اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کی چھت ۵۶ ستونوں پر قائم تھی بت خانے میں سومنات رکھا ہوا تھا اس بت کی لمبائی پانچ گز تھی۔ جس میں سے دو گز زمین کے اندر گھڑا ہوا تھا اور تین گز اوپر نظر آتا تھا۔ یہ بت پتھر کا بنا ہوا تھا۔ جب محمود کی نظر اس پر پڑی تو اس کی اسلامی غیرت کے جوش نے شدت اختیار کی لہذا اس نے گرز سے جو اس کے ہاتھ میں تھا ایک کاری

---

[33] احمد بن علی المقریزی، کتاب المواعظ والاعتبار، ۱/ ۱۱۵

ضرب لگائی اور اس بت کا منہ ٹوٹ گیا۔ جس وقت سلطان محمود نے سومنات کے بت کو پاش پاش کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت برہمنوں کے طبقے نے معززین سلطنت کے توسط سے سلطان سے درخواست کی کہ اس بت کو نہ توڑا جائے اور یونہی چھوڑ دیا جائے ہندوؤں نے اس کے عوض دولت کی ایک بہت بڑی مقدار دینے کا وعدہ کیا معززین سلطنت نے ہندوؤں کی اس درخواست کو سلطان تک پہنچاتے وقت یہ خیال ظاہر کیا کہ اس درخواست کو قبول کر لینے میں ہمارا فائدہ ہے بت کو توڑ ڈالنے سے نہ تو بت پرستی کی رسم اس شہر سے مٹ سکتی ہیں اور نہ ہی ہمیں کوئی فائدہ ہو گا لیکن اگر ہم اس بت کو نہ توڑنے کے معاوضے میں کوئی معقول رقم قبول کر لیں گے تو اس سے غریب مسلمانوں کا فائدہ ہو گا اس کے جواب میں محمود نے ان سے کہا، "تم جو کہتے ہو وہ صحیح ہے لیکن اگر میں تمہارے کہنے پر چلوں گا تو میرے بعد دنیا مجھے محمود بت فروش کے نام سے یاد کرے گی اور اگر میں اس بت کو پاش پاش کر دوں گا تو مجھے محمود بت شکن کے نام سے یاد کرے گی مجھے تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں مجھے بت شکن پکارا جائے نہ کہ محمود بت فروش محمود کی نیک نیتی اس قدر رنگ لائی اور جس وقت اس بت کو توڑا گیا اس کے پیٹ میں سے ان گنت اور بیش قیمت جواہر اور اعلی درجے کے موتی نکلے۔ ان سب جواہرات کی قیمت برہمنوں کی پیش کردہ رقم سے سو گنا زیادہ تھی۔

اس طرح سلطان محمود غزنوی نے سومنات کا مندر توڑا اور بت فروش کہلانے سے زیادہ بت شکن کہلوانا پسند کیا اور آج تک سلطان محمود غزنوی کو بت شکن کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔[34]

- آل سعود اور بت شکنی

سعود 8 محرم الحرام سن 1440 ہجری کو بحالت احرام مکہ میں وارد ہوا، طواف اور سعی کے بعد شریف غالب کے باغ میں مہمان ہوا، اس کے بعد مسجد الحرام گیا اور لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی، اور ایک دوسری تقریر کے درمیان تمام لوگوں کے لئے یہ حکم صادر کیا کہ جتنی قبروں پر بھی گنبد ہیں سب کو گرادو۔[35]

رئیس (سعود) نے یمن کے امیر حجاج کو بھی ایک خط لکھا اور کئی صفحات میں اپنے عقائد کو لکھ کر بھیجا، سعود نے اس خط میں جس کو جبرتی نے نقل کیا ہے، اس بات پر توجہ دلائی کہ جو لوگ مُردوں سے لَو لگاتے ہیں ان سے حاجت طلب کرتے ہیں، قبروں کے لئے نذر یا قربانی کرتے ہیں یا ان سے استغاثہ کرتے ہیں، یہ نہ کریں اس نے لوگوں کو بہت ڈرایا دھمکایا، اسی طرح انبیاء علیہم

[34] فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ، مترجم عبد الحئی خواجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۴ء، ۱/ ۱۲۹۔۱۳۳

[35] علی اصغر، تاریخ وھابیت، مترجم: اقبال حیدر حیدری، مجمع جہانی اہل بیت، س۔ن، ص:۲۳۵۔۲۳۶

السلام اولیاء اللہ کی قبور کی تعظیم کرنا قبروں پر گنبد بنانا، ان پر چراغ جلانا قبروں کے لئے خدمت گذار متعین کرنا وغیرہ وغیرہ ان سب کی شدت کے ساتھ ممانعت کر دی، قبروں کی گنبدوں کو ویران اور مسمار کرنے کو واجب قرار دیا، ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص بھی ہمارے عقائد کو قبول نہیں کرے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔[36]

عصرِ حاضر میں عربوں میں بت کدوں کی تعمیر

موجودہ دور کو گلوبل ولیج کا نام دیا جاتا ہے، انسانوں کے درمیان فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں، جدید ٹیکنالوجی نے پوری دنیا کے انسانوں کو ایک جگہ اکھٹا کر دیا ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھا انسان ایک دوسرے کے نظریات، رہن سہن کو بہت آسانی سے جان سکتا ہے۔ اسی لئے اب لوگوں میں معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ مذہبی نظریات اور سوچ و فکر میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ان میں سے جو بڑی تبدیلی عصر حاضر میں دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ کہ پچھلے چند سالوں سے متحدہ عرب امارات میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی تعمیر کے سلسلہ کا یکے بعد دیگرے مختلف مقامات پر آغاز ہو چکا ہے، سب سے اہم بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ کہ اپریل 2019 مہندی مندر کی تعمیر کی بنیاد رکھی گئی ہے، جو علمی اور مذہبی حلقوں میں ہنوز زیر بحث ہے۔

ابو ظہبی میں بو مریخہ علاقے میں ہائی وے کے قریب 55 ہزار مربع میٹر رقبے پر خطے کا سب سے بڑا مندر تعمیر کیا جائے گا۔ مندر میں عبادت کے لیے مرکزی ہال کے علاوہ سروس سینٹر، تعلیمی مرکز، لائبریری، گفٹ شاپ، نرسری، پارک اور ریسٹورینٹ بھی بنایا جائے گا۔ امارات میں مقیم 20 لاکھ سے زائد ہندوؤں کے لیے یہ مندر بنیادی مرکز کی حیثیت رکھے گا۔ مندر کے دروازے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے لیے کھلے رہیں گے جو کبھی بھی مندر کا دورہ کر سکیں گے۔[37]

پورے جزیرہ نمائے عرب کو شرک سے پاک کرنے کے بعد سید الانبیاء ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے میں جزیرہ عرب میں بت خانے اور بتوں کی پرستش کی خبر دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا،

---

[36] تاریخ وھابیت، ص:۲۳۶

[37] ابو ظہبی میں خطے کے سب سے بڑے مندر کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا،" Ūrdū News – اردو نیوز، ۲۲April، ۲۰۱۹، https://bit.ly/3zYrr2q

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ ، وَذُو الْخَلَصَةِ : طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ"[38]

'قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ذوالخلصہ کے مقام پر قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین (طواف کرتے ہوئے) ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں گے۔ ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے'۔

اس کی مزید وضاحت رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اور فرمان میں ملتی ہے:

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ"۔[39]

'قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ عرب کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل کر بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں'۔

ڈاکٹر حامد محمود راجہ مذکورہ بالا حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں:

'بادی النظر میں تو یہ حدیث ابو ظہبی میں مندر کھلنے کے بعد پوری ہوتی نظر آرہی ہے لیکن اس کو اس ایک واقعے پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں عربوں کے کچھ قبائل باضابطہ طور پر مشرک ہو جائیں۔[40]

عصر حاضر میں متحدہ عرب امارات کی حکومت کی جانب سے ابو ظہبی میں کھولے جانے والے مندر کے حوالے سے مسلمانوں میں سخت تشویش پائی جاتی ہے بھارتی وزیر اعظم نریندرا مودی نے ابو ظہبی میں بنائے گئے بت کدے کا افتتاح کیا، اس موقع پر عرب شیوخ نے نریندرا مودی کے ساتھ مندر کے افتتاح کی تقریب میں شرکت کی۔ بعض مسلم محققین یہ خیال کر رہے ہیں کہ

---

38 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کِتَابُ الفِتَنِ ،بَابُ تَغْيِيرِ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الأَوْثَانُ، پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۶، حدیث ۷۱۱۶

39 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ ،بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ، وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۷، حدیث ۴۵۹۴

40 سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا ۴۲۵۲

جزیرہ عرب میں یہ پہلا خطہ ہے، جس نے بت کدوں کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز کیا ہے، جبکہ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جزیرہ نما عرب میں دو ادیان کو جمع مت ہونے دینا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتَّى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا"[41]

'میں یہود و نصاریٰ کو ہر صورت جزیرہ عرب سے نکال دوں گا یہاں تک کہ میں مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں رہنے دوں گا'۔

اسلامی ممالک میں مندروں کی تعمیر کے حوالے سے اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حماد لکھوی حفظہ اللہ بیان دیتے ہیں کہ:

"تمام مکاتب فکر کے فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ مسلم ممالک میں غیر مسلموں کے نئے معبد تعمیر نہیں کیے جاسکتے البتہ جو پہلے سے لوگ موجود ہیں اور جو ان کے معبد پہلے سے موجود ہیں ان کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ پرانے ہو جائیں تو ان کی مرمت بھی کی جاسکتی ہے اور یہ مرمت وہ غیر مسلم خود کریں گے انہیں اس کی اجازت ہے۔ مگر اسلامی ریاست خود معبد تعمیر کرے غیر مسلموں کے اور نئے تعمیر کرے اس کی قطعاً اجازت نہیں ہو سکتی اور یہ تو بالکل اس کے مترادف ہو گا کہ آپ لوگوں کو کفر میں facilitate کریں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دشمن ہیں ان کی سرگرمیوں کو وسعت دیں، حالانکہ حکم تو ان کو محدود کرنے کا ہے ہمیں ذمیوں کی اور ان کے حقوق کی حفاظت کی جو اسلام نے ذمہ داری دی ہے اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ ان کے نئے نعبد تعمیر کروائے جائیں۔ ان مندروں کی تعمیر کی ہرگز کوئی اجازت نہیں اور الٹا یہ کہ اسلامی ریاست اس کی معاون بنے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اور لوگوں نے جو یہ باتیں بنائی ہوئی ہیں کہ جدید دور کہ جدید تقاضے فقہ تبدیل ہوتی رہتی ایسا کوئی تقاضا جدید ترین دور میں بھی نہی ہو سکتا۔ شریعت تبدیل نہی

41 قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل کر بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی اس حدیث کی حقیقت کیا ہے؟ بڑے عالم دین نے بتادیا،" Daily Pakistan، February ۲۱، ۲۰۱۸، https://dailypakistan.com.pk/20-Feb-2018/735122.

ہو سکتی کہ جس میں غیر اللہ کی عبادت کے مسلمان معاون بنیں۔ مسلمانوں پر ایسا وقت آئے کہ جب انہیں توحید کے بجائے شرک کا معاون بننا پڑے تو انہیں ایسی زندگی سے بہتر مر جانا چاہیے کیا فایدہ ایسی زندگی کا کہ جس میں انسان توحید کے خلاف زندگی گزارے۔ اہل ایمان کو ایمان کی بنیاد پر فیصلے کرنے ہوتے ہیں اور اسلامی ریاست چونکہ اسلام کا مظہر ہوتی ہے لہذا اس کے فیصلے بھی اسی کے مطابق ہونے چاہیے گویا کبھی ایسی کوئی اجازت نہیں دی جاسکتی۔[42]

خلاصہ بحث

اسلام میں بت شکنی محض ایک روایتی عمل نہیں بلکہ ایک فکری انقلاب ہے جو توحید پر مبنی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقی عبادت صرف اللہ کے لیے ہے اور شرک کا کوئی بھی پہلو انسان کو اللہ کے قریب نہیں لے جاسکتا۔ آج کے دور میں بت شکنی کا عمل تعلیم و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور غیر اسلامی تصورات کو رد کرنا ہے۔ یہ عمل ایک مسلمان کے ایمان کی تکمیل کا حصہ ہے اور اس کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جس میں صرف اللہ کی عبادت اور اس کی خوشنودی کو مقصد حیات بنایا جائے۔

---

[42] Sirat-e-Mūstaqeem، اسلامی ریاست میں مندر بنانا، 29th Jūne 2020,4minūtes 30 seconds: https://yoūtū.be/VCr72_LFtgA